حصہ نثر

1۔ اسوۂ حسنہ ﷺ

سیّد سلیمان ندویؒ (1884-1953)

تعارف: سید سلیمان ندویؒ ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء کو ضلع پٹنہ کے ایک گاؤں دیسنہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام حکیم ابو اسحاق تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اس کے بعد ''ندوۃ العلما'' لکھنو میں داخل ہوئے اور شبلی نعمانی کے شاگرد بنے۔ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی کی علمی قابلیت سے بہت متاثر ہوئے اور ماہنامہ ''الندوۃ'' کی ذمہ داری سونپی۔

اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دکن کالج پونا میں پروفیسر مقرر ہوئے، بعد میں دار العلوم ندوہ میں معلم رہے۔ ۱۹۱۴ء میں اپنے استاد شبلی نعمانی کی وفات کے بعد دار المصنفین اعظم گڑھ سے وابستہ ہوئے اور وہاں سے ایک مجلّہ ''معارف'' جاری کیا۔ ۱۹۴۱ء میں مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری ملی۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی منتقل ہوئے اور ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء میں وفات پائی۔

سید صاحب اپنے وقت کے جید عالم، مؤرخ اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ ان کا عظیم کارنامہ ''سیرت النبی ﷺ'' کی تکمیل ہے، جو شبلی نعمانی اپنی زندگی میں پورا نہ کر سکے۔

تصانیف:۔ عربی الفاظ کا جدید لغت، خطبات مدراس، مکاتیب شبلی، نقشِ سلیمانی، عرب و ہند تعلقات، فکر خیام، ارض القرآن مقالات شبلی، حیات شبلی اور سیرت عائشہؓ ان کی تصانیف ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں سید صاحب نے مدراس میں اسلامی تعلیمی انجمن کی دعوت پر سات خطبات دیے، جن کا نام ''خطبات مدراس'' ہے۔ سبق ''اسوہ حسنہ ﷺ'' ان کے پانچویں خطبے سے لیا گیا ہے، جس کا عنوان ''جامعیت'' ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سبق 1 ۔ اُسوہ (نمونہ، مثال) حسنہ (نیکی، اچھائی) اُسوۂ حسنہ (اچھا نمونہ، بہترین نمونہ، مراد حضرت محمد ﷺ کی زندگی، آپ ﷺ کے اقوال و ارشادات زندگی گزارنے کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ اس لیے اسوۂ حسنہ کہلاتے ہیں) اہل (لائق، قابل، حق رکھنے والا، حق دار) مستحق (قابل، لائق، حق رکھنے والا، حق دار) تدبیر (طریقہ، چارہ، تجویز، حکمت) شارع (صاحب شرع، پیغمبر شریعت لانے والا) بانی (بنیاد رکھنے والا، بنانے والا، شروع کرنے والا، موجد) عملی مجسمہ (عملی نمونہ، عملی مثال) پیروی (اطاعت کرنا، کسی کے قدم بقدم چلنا، پیچھے چلنا، تقلید کرنا) اتباع (فرماں برداری، اطاعت کرنا، تقلید کرنا) کتاب (قرآن مجید) لغوی (لغت کی رو سے، لغت سے منسوب) سنت (دستور، طریقہ، حضرت محمد ﷺ کا قول و فعل یا طریقہ) احکام (حکم کی جمع، ہدایت فرمان) بصورت الفاظ (الفاظ کی شکل میں) تکمیل (پورا کرنا، تمام کرنا، مکمل کرنا، انجام دینا) حدیث (بات، بیان، ذکر، نئی چیز اصطلاح میں نبی اکرمؐ کے اقوال، احکام اور افعال) درج (لکھا ہوا، تحریر شدہ، موجود) روح (اللہ کا امر) تکمیل روحانی (باطن کی پاکیزگی) حلقہ (دائرہ، جماعت، علاقہ) اطاعت (بندگی، فرماں برداری، حکم ماننا) حلقہ اطاعت (فرمانبرداری کے دائرے میں شامل ہونا، پیروی کرنے والوں کا حلقہ) صنف (قسم، جنس) اختلاف عمل (عمل اور کردار کے لحاظ سے مختلف ہونا) بادشاہ (شہنشاہ، رئیس (سربراہ، سردار، آقا) جمہور (عوام، لوگ) حکام (حاکم کی جمع، احکامات جاری کرنے والا) محکوم (ماتحت، تابع) مطیع (فرماں بردار، اطاعت کرنے والا، تابع فرمان، ماتحت) فرماں بردار (تابع فرمان، حکم ماننے والا، مطیع) رعایا (لوگ، عوام) قاضی (انصاف کرنے والا، فیصلے کرنے والا) جج (انصاف مہیا کرنے والا، فیصلہ کرنے والا) سپہ سالار (فوج کا سربراہ، فوج کا رہنما، فوج کا اعلیٰ افسر) زاہد (متقی، پرہیزگار، دنیا اور دنیاوی مال و دولت کی رغبت نہ رکھنے والا شخص) عابد (عبادت کرنے والا ...

سپاہی (فوجی) مجاہد (اللہ کی راہ میں لڑنے والا، جہاد کرنے والا، کوشش کرنے والا) اہل وعیال (اہل خانہ، گھر کے افراد، بال بچے وغیرہ) احباب (حبیب کی جمع، دوست، پیارا، ساتھی) تاجر (تجارت کرنے والا، بیوپاری) سوداگر (تاجر، بیوپاری) امام (امامت کرنے والا، نماز پڑھانے والا، پیشوا، ہادی) پیشوا (رہنما، راہبر، سردار) نظم ونسق (انتظام، بندوبست) اصناف (صنف کی جمع، اقسام انواع) موقوف (وقف کیا گیا، منحصر، انحصار) طبقہ (گروہ، جماعت) سیرت (طرز زندگی، کردار، طورطریقے) پاک (پاکیزہ) سیرت پاک (پاکیزہ عادات واطوار) نصیحت پذیری (نصیحت حاصل کرنا، نصیحت یا نیک مشورہ قبول کرنا، نصیحت پکڑنا، نیک مشورے کو مان لینا) درس (سبق، تعلیم) حاکم (حکم کرنے والا، حکم چلانے والا) محکوم (ماتحت، تابع) کامل (مکمل، تکمیل شدہ) مثال (نمونہ) عالم گیر (دنیا پر چھایا ہوا، جو ساری دنیا کے لیے ہو، آفاقی) دائمی (ہمیشگی والا، ہمیشہ رہنے والا، ہمیشہ کا، ہمیشہ کے لیے) مناظر (منظر کی جمع، نظارے) گلدستہ (پھولوں کا گچھا، پھولوں کا مٹھا) امور (امر کی جمع، کام، حکم) افعال جسمانی (جسمانی کام، مختلف حالتوں میں انسان سے سرزد ہونے والے افعال)

صفحہ 2۔ علاوہ ازیں (اس کے علاوہ) تعبیر (عبارت، خواب کے معنی یا نصیحت، تشریح) اعمال قلب (دل کے معاملات، دل کے کام دل میں پیدا ہونے والے خیالات) جذبات (جذبہ کی جمع، ولولہ، جوش) احساسات (احساس کی جمع، حواس خمسہ کے ذریعے کچھ دریافت کرنا) قلبی عمل (دلی عمل، دل کا کام) مصائب (مصیبت کی جمع، دکھ، تکالیف) دوچار ہونا (مبتلا ہونا، واسطہ پڑنا، سامنا کرنا) مالامال (دولت مند) اخلاق فاضلہ (بہت اچھی عادات، اچھے اخلاق، اعلیٰ اور قابل تعریف عادات) انحصار (دارومدار، منحصر ہونا۔ موقوف ہونا) اعتدال (میانہ روی، برابر، یکساں، توازن، کمی نہ زیادتی ہونا) باقاعدگی (تسلسل، لگاتار) حاجت (ضرورت) عزم (ارادہ، قصد) استقلال (مستقل مزاجی، ثابت قدمی، کسی کام کو لگاتار کرتے رہنے کی صفت) شجاعت (بہادری، دلیری) صبر (برداشت، تحمل، بردباری، توقف) شکر (نعمت ملنے پر عطا کرنے والے کا احسان ماننا) توکل (بھروسا، اعتماد، اللہ پر بھروسا کرنا) رضا (خوشی، مرضی، خوشنودی) تقدیر (اندازہ، فیصلہ، نصیب، قسمت، حقدار) برداشت (سہہ لینا، صبر) قربانی (ایثار) قناعت (تھوڑی چیز ملنے پر بھی راضی اور خوش رہنا، جو مل جائے اسی پر اکتفا کرنا) استغنا (بے نیازی، بے فکری، بے پروائی) ایثار (قربانی، دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے خود نقصان برداشت کر لینا) جود (سخاوت، فیاضی، فراخ دلی) تواضع (مہمان داری، آؤ بھگت، خاطر مدارات) خاکساری (عاجزی، انکسار، عجز) مسکنت (غربت، مفلسی، عاجزی) نشیب وفراز (اتار چڑھاؤ، اونچ نیچ، زندگی کے اچھے اور برے حالات وواقعات) سوانح (حالات زندگی، سانحہ کی جمع حالات، حادثات) طائفہ انسانی (انسانی گروہ، انسانوں کی جماعت) مظاہر (مظہر کی جمع، ظاہر کرنے والا، نظارے) بحرین (خلیج فارس اور بحیرۂ عرب کے سنگم پر سعودی عرب اور قطر کے درمیان پانچ جزائر کا مجموعہ بحرین کہلاتا ہے۔ جس کے سب سے بڑے جزیرے بحرین کی نسبت سے اس علاقے کا نام بحرین ہے۔ کسی زمانے میں یہ موتیوں کی تجارت کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی العلا بن الحضرمیؓ کی قیادت میں فوج دے کر بحرین کی فتح کے لیے بھیجا۔ اس دستے نے کچھ جزائر فتح کر لیے اور وہاں کا سرکاری خزانہ اور مال غنیمت حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا) خزینہ دار (خزانے کا نگہبان، خزانچی، خزانہ رکھنے والا) تقلید (پیروی، اتباع) شعب ابی طالب (مکہ مکرمہ کے قریب پہاڑ کی گھاٹی جہاں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے خاندان نے قریش کے معاشرتی مقاطعہ کے بعد پناہ لی۔ یہ مقاطعہ تین سال تک جاری رہا۔ آخر قریش کے چند رحم دل لوگوں کی کوشش سے اس بائیکاٹ کا اختتام ہوا۔ حضرت ابوطالب کی نسبت سے یہ گھاٹی شعب ابی طالب کہلاتی ہے) محصور (قید، گھرا ہوا) محکوم (ماتحت، رعایا) عبرت حاصل کرنا (نصیحت پکڑنا، نصیحت حاصل کرنا) غزوۂ بدر (مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر ایک مقام جہاں ۲ ہجری کو کفر اور اسلام کا پہلا فیصلہ کن معرکہ ہوا۔ کفار مکہ کو جنگی ساز وسامان کے باوجود بری طرح شکست ہوئی۔ ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ستر کے قریب گرفتار ہوئے) غزوۂ حنین (مکہ اور

طائف کے درمیان وادی جہاں ۸ ہجری میں قبیلہ بنو ہوازن کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ ہوئی۔ اس غزوہ میں بارہ ہزار مجاہدین نے حصہ لیا اور فتح حاصل کی) نگاہ دوڑاؤ (دیکھو، نظر کرو) معرکۂ احد (مدینہ منورہ سے چار میل شمال کی طرف ایک اُحد نامی پہاڑ ہے جہاں شوال ۳ ہجری میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں آپ ﷺ کے حکم پر سو فیصد عمل نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بھاری نقصان اُٹھانا پڑا) معلم (استاد، تعلیم دینے والا) صفہ (مسجد نبویؐ کے صحن میں قائم کیا جانے والا وہ چبوترہ جہاں صحابہ کرامؓ رہائش پذیر تھے، یہ صحابہ کرامؓ بے سروسامانی کے باوجود ہر وقت علم کے حصول میں مشغول رہتے) درس گاہ (پڑھنے کی جگہ) معلم قدس (پاکیزہ استاد مراد حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس) روح الامین (حضرت جبرائیلؑ کا لقب) نظر جماؤ (غور سے دیکھو) واعظ (وعظ کرنے والا، نصیحت کرنے والا) منبر (خطبہ پڑھنے کی جگہ، امام کے بیٹھنے کا مقام، تقریر کرنے کی جگہ) بے کسی (مجبوری) عالم (حالت، کیفیت) منادی (اعلان، پکار) بے یارومددگار (بے سہارا) نصرت (فتح، کامیابی) زیر کرنا (غلبہ پانا، شکست دینا) نظارا کرو (نظر ڈالو، دیکھو) جدوجہد (کوشش) نظم ونسق (انتظام، بندوبست) بنی نضیر (مدینہ منورہ کا ایک جنگجو یہودی قبیلہ جو کفار مکہ اور منافقین کے اکسانے پر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ یہودیوں نے آپؐ سے کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی، جس پر ان کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا گیا۔ بالآخر یہ قبیلہ مدینہ چھوڑ کر خیبر چلا گیا۔ لہٰذا بنی نضیر کے باغات، زمینیں اور مکانات اسلامی حکومت کا حق قرار پائے) خیبر (مدینہ منورہ سے 60 میل کے فاصلے پر واقع یہودیوں کا بڑا شہر تھا۔ یہودی سازشیں کرتے تھے، جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان پر حملہ کر کے قلعہ خیبر فتح کرلیا۔ یہاں کی زمینوں کی پیداوار کا نصف حصہ اسلامی حکومت کے تصرف میں آیا) فدک (خیبر کے قریب یہودی قبیلے کے رہنے کا مقام، جہاں کے یہودیوں نے مسلمانوں سے اپنی زرعی زمینوں کی نصف پیداوار دینے کی شرط پر صلح کی تھی۔ یہاں کی آمدنی آپؐ اور آپؐ کے اہل خاندان کے لیے مختص کردی گئی) بصرہ (شام کا ایک معروف شہر جہاں آپؐ کئی مرتبہ تشریف لے گئے۔ بعدازاں آپؐ نے بصرہ کے کئی تجارتی سفر کیے) کاروان سالار (قافلے کا سربراہ) پنچایت (برادری کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والی جماعت یا گروہ) ثالث (فیصلہ کرنے والا، منصف) نورِ آفتاب (سورج کی روشنی) حجرِ اسود (سیاہ رنگ کا پتھر جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے، جسے حج کا طواف کرتے وقت حجاج کرام بوسہ دیتے ہیں) نصب کرنا (گاڑنا، لگانا، قائم کرنا) منصف (انصاف کرنے والا، قاضی) شاہ (بادشاہ) گدا (بھکاری، بھیک مانگنے والا) حیات پاک (پاکیزہ زندگی، سیرتِ طیبہ) اصلاح (درستی) ظلمت خانہ (تاریک گھر، تاریک مقام، گھر کا اندھیرا یا تاریکی) نور (روشنی، ہدایت) جامعیت (مکمل ہونا، کاملیت) کبریٰ (بہت بڑا) جامعیت کبریٰ (ہر لحاظ سے مکمل، پوری طرح کامل ہونے کی صفت مُراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس) ہمہ دم (ہر لمحہ، ہر وقت) متلاشی (تلاش کرنے والا) نجات (چھٹکارا، خلاصی) ذریعہ (سبب، وجہ) نوع (قسم) نظیریں (نظیر کی جمع، مثالیں) غیظ وغضب (بہت غصہ، شدید غصہ) رحم وکرم (رحمت ومہربانی)

صفحہ 3 ۔ جود وسخا (سخاوت، بخشش) فقر وفاقہ (غربت، تنگی ترشی، تنگ دستی) شجاعت (بہادری، دلیری) رقیق القلبی (نرم دلی، رحم دلی) بہرہ مند کرنا (فائدہ اٹھانا، حصہ ڈالنا، مستفید ہونا، فیض یاب ہونا) بشارت (خوشخبری) قواعد (قاعدہ کی جمع، دستور، اصول، ضابطہ، قانون) قوانین (قانون کی جمع، اصول، ضابطے) دستور العمل (عمل کا قاعدہ، قانون، دستور) برتنا (استعمال کرنا، کام میں لانا، برتاؤ کرنا) وجود مبارک (بابرکت وجود، مقدس وجود) آفتاب عالم تاب (دنیا بھر کو روشن کرنے والا سورج، جہاں بھر کو چمکانے والا سورج) استعداد (صلاحیت، قابلیت، اہلیت) تابش (روشنی، حرارت، حدت) ابر باراں (برسنے والا بادل، بارش برسانے والا بادل) ریگستان (صحرا، ریت سے بھرے میدان) سیراب ہونا (پیاس بجھانا، خوب پانی حاصل کرنا، فائدہ اٹھانا) غازی (میدان جنگ سے کامیاب واپس آنے والا) شہید (اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والا) اخلاص ...

(جوش، جذبہ) خلق (مخلوق، اللہ کی مخلوق) ہدایت (رہنمائی، رہبری) رضا طلبی (خوشنودی چاہنا، اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ، رضا چاہنا) جوش (جذبہ، شوق) فیضانِ حق (اللہ کا کرم، اللہ کی مہربانی، حق بات سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں کامیابی) یکساں (برابر) مذاق (مزاج، طبیعت، ذوق) مقصود (غرض، مطلب، مقصد) پیشِ نظر (نظر کے سامنے، روبرو، مدِ نظر) خلاف (مخالفت، فرق، ناموافقت) جامع شخصیت (ہر طرح کی خوبیاں رکھنے والی ہستی)

سبق کا خلاصہ

(ڈیرہ غازی خان بورڈ 2006، گوجرانوالہ بورڈ 2007، لاہور بورڈ 2007، 2011)

خدا کی محبت کا اہل بننے کے لیے ہر مذہب نے اپنے ماننے والوں کو یہ طریقہ بتایا ہے کہ اس مذہب کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے مگر اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اس نے سب کے سامنے اپنے پیغمبر کا عملی مجسمہ رکھ دیا ہے اور اس کی اطاعت کو خدا کے پیار کا حق دار بننے کا ذریعہ بتایا ہے۔ اسلام میں کتاب اور سنت دو ایسی چیزیں ہیں کہ جن کی اطاعت کر کے انسان دنیاوی کامیابی اور روحانی تکمیل کر سکتا ہے۔ یہ دنیا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں کی بنیاد پر رواں دواں ہے۔ اس میں حاکم، محکوم، بادشاہ، عوام، قاضی، جج، امام و پیشوا تاجر اور سوداگر بھی شامل ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات دنیا کے تمام طبقات کے لیے بہترین راہنمائی عطا کرتی ہے اور زندگی کے ہر قدم پر صراطِ مستقیم دکھاتی ہے۔ اچھے برے حالات، دکھ سکھ، جنگ و امن، غمی و خوشی ہر طرح کے حالات میں آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ رہنمائی کرتی ہے۔ اعمال چاہے جسمانی ہوں یا روحانی، آپ کی زندگی ہی رہبر ہے۔ بہادری صبر، شکر، حوصلہ مندی، ایثار، قناعت، بے نیازی، سخاوت، غربت مختصراً یہ کہ تمام اخلاقی امور کے لیے جن سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے، کے لیے آپ ﷺ کی زندگی کامل ترین نمونہ ہے۔

آپ ﷺ کی شخصیت جامع و اکمل ہے اور تمام اقسام کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت کے لاتعداد پہلو ہیں، جن سے ہر گروہ اور ہر حالت سے متعلق شخص رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ امرا، غربا، مہمان میزبان، بادشاہ و رعایا، فاتحین و مفتوحین، عدل کے متلاشی، غرض یہ کہ ہر صاحبِ حال آپ ﷺ کی زندگی سے کامل راہنمائی لے سکتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ ایک ایسی اکمل شخصیت و جامع ہستی کے مالک ہیں کہ تمام طبقات، تمام گروہ، تمام اصناف وانواعِ انسانی کے لیے بہترین مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غیظ و غضب، جود و سخا، رحم و کرم، عفو و درگزر، فقر و فاقہ، دنیا و آخرت کے تمام امور میں آپ ﷺ کی زندگی دائمی و عالمگیر راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ کا وجود آفتاب کی مانند تھا، جس سے اونچے پہاڑ، صحرا میدان سب اپنی استطاعت و اہلیت کے مطابق تابش اور نور حاصل کرتے تھے۔ یا ایسے ابرِ باراں کی طرح تھا، جو ویرانوں میدانوں پہاڑوں، کھیتوں، صحرا و چمن پر برستا تھا اور ہر قطعہ اپنی استعداد کے مطابق سیراب ہو رہا تھا۔ اور ہر ایک کا مقصد مخلوقِ الٰہی سے ہمدردی دنیا کی درستی اور ہر کام میں خدا کی رضا طلبی تھا۔

یہ دنیا انسانی مزاجوں اور انسانی صلاحیتوں کے اختلاف کا نام ہے تو یہ یقینی امر ہے کہ حضور ﷺ کی کامل شخصیت کے سوا کوئی دائمی اور عالمگیر راہنما نہیں ہو سکتا۔ اس لیے قرآن نے یہ اعلان فرمایا کہ

"اگر تمھیں خدا کی محبت کا دعویٰ ہے، تو آؤ میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا"۔

مشقی سوالات

سوال 1 سیرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں مندرجہ ذیل جملے مکمل کریں۔

(i) اسلام میں دو چیزیں ہیں کتاب اور سنت۔

(ii) مسلمان کی کامیابی اور تکمیل روحانی کے لیے جو چیز ہے وہ سنت نبویؐ ہے۔

(iii) اس دنیا کی بنیاد اختلاف عمل پر ہے۔

(iv) اسلام تمام انسانوں کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔

(v) ہمیں عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے جو صرف پیغمبر اسلام کی سوانح میں مل سکتی ہے۔

(vi) ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد ﷺ کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہر دم مل سکتا ہے۔

(vii) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک ایک آفتاب عالم تاب تھا۔

(viii) یہ فیضانِ حق سب میں یکساں اور برابر تھا۔

سوال 2 سبق "اسوہ حسنہ" کو مدِ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل سوالات کے درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) خُدا کی محبت کا اہل اور اُس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے اسلام نے:

(الف) احکامِ الٰہی سب کے سامنے رکھ دیے ہیں۔

(ب) انبیاء کی حیات سب کے سامنے رکھ دی ہے۔

✓ (ج) اپنے پیغمبرؐ کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے۔

(د) خلفائے راشدین کا اسوہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے۔

(ii) ایک مسلمان کی کامیابی اور تکمیلِ روحانی کے لیے جو چیز ہے۔

✓ (الف) وہ سنت نبویؐ ہے (ب) اسلاف ہے (ج) وہ اسوۂ صحابہ ہے (د) وہ اسوۂ انبیاء ہے

(iii) اس دنیا کی بنیاد ہے

✓ (الف) اختلاف عمل پر (ب) تعاونِ عمل پر (ج) اجتماعی عمل پر (د) ذاتی عمل پر

(iv) مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو اگر:

(الف) غریب ہو تو ✓ (ب) دولت مند ہو تو (ج) جوان ہو تو (د) سفری کاروبار میں ہو تو

(v) فاتح مکہ کا نظارہ کرو اگر تم

(الف) دشمنوں اور مخالفوں کو شکست دے چکے ہو

(ب) دشمنوں اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو

(ج) دشمنوں اور مخالفوں کو مطیع بنا چکے ہو

✓ (د) دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو

سوال 3 سبق اسوۂ حسنہ کو مدنظر رکھ کر کالم الف کے اندراج کا ربط کالم ب سے قائم کریں اور جواب کالم ج میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
سنت	خانہ کعبہ	راستہ
محصور	مسجد	شعب ابی طالب
حجر اسود	صفہ	خانہ کعبہ
استاد اور معلم	شعب ابی طالب	صفہ
واعظ	راستہ	مسجد

سوال 4 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب سبق کے متن کے مطابق تحریر کریں جو زیادہ سے زیادہ تین سطور پر مشتمل ہوں

(i) سنت نبوی ﷺ سے کیا مراد ہے؟

جواب سنت کے لغوی معنی راستے کے ہیں، وہ راستہ کہ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے احکام پر عمل کرتے ہوئے گزرے، یعنی آپ ﷺ کا عملی نمونہ جس کی تصاویر احادیث میں الفاظ کی صورت میں درج ہیں۔

(ii) کتاب سے کیا مراد ہے؟

جواب کتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں، جو قرآن مجید کے ذریعے سے ہم تک پہنچے ہیں۔ یہ کتاب دیگر تمام الہامی کتابوں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

(iii) خدا کی محبت کا اہل کیسے بنا جا سکتا ہے؟

جواب خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مذہب لانے والے نبی یا رسول نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ لیکن اسلام نے خدا کی محبت کا مستحق بننے کے لیے اتباع مصطفیٰ ﷺ کو شرط قرار دیا ہے۔

(iv) اسلام تمام انسانوں کو کس کی اتباع کی دعوت دیتا ہے؟

جواب اس دنیا کی بنیاد اختلاف عمل پر ہے اس میں بادشاہ، رئیس، حکام، محکوم، قاضی، رعایا، تاجر، امام اور پیشوا بھی ہیں۔ ان تمام اصناف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام تمام انسانوں کو سنت نبوی ﷺ کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔

(v) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کن کے لیے ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے؟

جواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ، امیر، غریب، بادشاہ، رعایا، فاتح، مفتوح، استاد، شاگرد، قاضی منصف، امام، پیشوا غرض ہر کسی کے لیے اور ہر حال کے لیے درستی و اصلاح کا سامان ہے۔ اس لیے طبقہ انسانی کے ہر فرد اور نورِ ایمانی کے ہر متلاشی کے لیے صرف رسول اللہ ﷺ کی سیرت، ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے۔

اہم عبارات کی تشریح

عبارت نمبر 1:

خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارح اور طریقے کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے، لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اس نے اپنے پیغمبرؐ کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے اور عملی مجسمے کی پیروی اور اتباع کو خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کا ذریعہ بتایا ہے۔ چناں چہ اسلام میں دو چیزیں ہیں، کتاب اور سنت۔ کتاب سے مراد خدا کے احکام ہیں جو قرآن مجید کے ذریعے سے ہم تک پہنچے ہیں اور سنت جس کے لغوی معنی راستے کے ہیں، وہ راستہ کہ جس پر پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے احکام پر عمل کرتے ہوئے گزرے یعنی آپ ﷺ کا عملی نمونہ جس کی تصاویر احادیث میں بہ صورت الفاظ درج ہیں۔ غرض یہ کہ ایک مسلمان کی کامیابی اور تکمیل روحانی کے لیے جو چیز ہے وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

نوٹ: (جو طلبا ہر عبارت کا الگ سے سیاق وسباق نہیں لکھ سکتے، وہ سبق ہذا میں سے دی گئی کسی بھی عبارت کی تشریح سے قبل یہ سیاق وسباق تحریر کر سکتے ہیں)

تشریح طلب اقتباس اُردو کی درسی کتاب کے سبق سے لیا گیا ہے جو مُصنّف کی مشہورِ زمانہ کتاب **"خطبات مدراس"** سے منتخب کیا گیا ہے۔ مصنف سبق میں بتاتے ہیں کہ اللہ تعالی کی محبت حاصل کرنے کے لیے ہمیں اُسوۂ حسنہ ﷺ پر عمل کرنا ہوگا۔ کیوں کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں آپ کی مبارک زندگی کو ہمارے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ مصنف بتاتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی ہر طبقۂ انسانی اور زندگی کے تمام شعبوں میں اکمل ترین نمونہ ہے۔ جو کوئی اپنی زندگی کو اطاعتِ رسول کے لیے وقف کردے گا تو وہ اللہ تعالی کا محبوبِ نظر قرار پائے گا۔

تشریح طلب اقتباس سبق کے .... سے لیا گیا ہے۔ (آغاز۔ درمیان۔ اختتام)

حوالہ متن:

سبق کا عنوان	:	اسوہ حسنہ ﷺ
مصنف کا نام	:	سید سلیمان ندویؒ

سیاق وسباق:

زیرِ تشریح عبارت سبق کی پہلی عبارت ہے اس لیے اس کا سیاق نہیں ہے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف بتاتے ہیں کہ کسی ایک مذہب میں شامل ہونے والے لوگ ایک مزاج کے حامل نہیں ہو سکتے۔ سب کے اپنے نظریات و خیالات ہوتے ہیں چناں چہ ہر طبقے کے لوگوں کے لیے صرف اور صرف سیرت طیبہ میں رہنمائی موجود ہے۔ اسی طرح مختلف انسانی جذبات اور احساسات کو اعتدال میں رکھنے کے لیے جس نمونے کی ضرورت ہوتی ہے، وہ بھی آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی ذات کو آفتابِ عالم تاب اور ابرِ باراں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس سے ہر طبقہ، ہر صنف اور ہر گروہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی ہستی جامع اور کامل ہے۔ اسی لیے قرآن میں آپ ﷺ کی پیروی کو لازم ٹھہرایا گیا ہے۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں مصنف کہتے ہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب نے اللہ تعالی کی محبت اور خوشنودی کے حصول کا ایک ہی طریقہ اور ذریعہ بتایا ہے کہ شریعت لانے والے پیغمبر اور مذہب کی بنیاد رکھنے والے نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے۔ شریعت الہامی ہوتی ہے اور اللہ تعالی یہ منصب صرف اپنے مقرب بندوں یعنی انبیاء کو عطا کرتا ہے۔ چناں چہ ہر مذہب نے

یہی فلسفہ دیا ہے کہ اس مذہب کے پیروکار، اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول اور اس کی عنایت کے امیدوار بننے کے لیے اس کی اطاعت کریں۔ انسان تربیت کا محتاج ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی تربیت کا انتظام کیا ہے اور اس مقصد کے لیے انبیاء کو دنیا میں بھیجا، تا کہ وہ انسان کی تربیت کریں اور ان کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیریں۔ تمام انبیاء نے لوگوں کو یہی دعوت دی کہ:

یاایھاالناس قولو لا الہ الااللہ تفلحون

ترجمہ: اے لوگو! کہہ دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

چناں چہ جن لوگوں نے وقت کے نبی کی بات مان لی وہ کامیاب ہوئے اور ان پر عنایات الٰہی کی بارشیں ہوئیں۔ جن لوگوں نے وقت کے نبی کی بات نہ مانی وہ ناکام ہوئے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا قہر اور غضب نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لیے اپنا رسول بھیجا۔ قرآن مجید کی سورۃ یونس آیت نمبر 47 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

ولکل امۃ رسول ترجمہ: ''اور ہر قوم کے لیے ایک رسول ہے''

ہر مذہب کے ماننے والے کسی نہ کسی شکل میں اپنی مذہبی ہدایات اور تعلیمات کو محفوظ رکھتے ہیں کیوں کہ تمام پیروکاروں کو ان کی اطاعت کرنا ہوتی ہے۔ اسلام جو کہ اللہ تعالیٰ کا آخری، جامع، اکمل اور عالمگیر مذہب ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب کے حصول کے لیے تمام مذاہب سے افضل اور بہترین طریقہ متعارف کرایا ہے۔ اور اعلان فرمایا کہ اس نمونے کی اطاعت اور پیروی ہی اللہ تعالیٰ کے پیار اور محبت کا مستحق بننے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''یاایھاالذین امنو اطیعو اللہ واطیعو الرسول''

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

اسلام کے ماننے والوں کے پاس بیک وقت دو گراں قدر نعمتیں موجود ہیں۔ ایک قرآن مجید جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ دیگر مذاہب کی الہامی کتابیں، کتاب اللہ ہیں جب کہ قرآن مجید کلام اللہ ہے۔ حضرت علیؓ کا فرمان مبارک ہے:

''جب کبھی میرا دل کرتا ہے کہ اللہ مجھ سے بات کرے تو میں قرآن پڑھتا ہوں، تو اللہ مجھ سے ہم کلام ہو جاتا ہے''

امت مسلمہ خوش قسمت ہے کہ جو قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے تلاوت فرمایا، وہی کلام پاک اُمت کے پاس محفوظ ہے۔

سید سلیمان ندویؒ مزید کہتے ہیں کہ اہل اسلام کے پاس دوسری نعمت سنت رسول یعنی نبی پاک ﷺ کی پاکیزہ زندگی کا عملی نمونہ محفوظ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا ایک ایک لمحہ آپ ﷺ کے دور کے لوگوں کے لیے کھلی کتاب کی مانند تھا۔ صحابہ کرامؓ کا آئندہ آنے والے انسانوں پر بڑا احسان ہے کہ انھوں نے پیارے نبی ﷺ کی ایک ایک ادا اور زندگی کے تمام لمحات کو احادیث کی شکل میں محفوظ فرما دیا۔ احادیث مبارکہ کو آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی لفظی تصویر کہا جا سکتا ہے۔ منکرین احادیث، احادیث کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں جو کہ بہت بڑا دھوکہ ہے۔ بقول شخصے:

''علامہ اقبال کی شاعری میں اگر کسی دوسرے شاعر کا کلام داخل کر دیا جائے تو علامہ اقبال کے محققین فوراً دوسرے شاعر کے کلام کو الگ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح احادیث کے حفاظ اور احادیث کو سمجھنے سمجھانے والے موجود ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ ہی کا کلام ہے''

عبارت کے اختتام پر مصنف کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کی دنیا و آخرت کی کامیابی آپ ﷺ کے نورانی اعمال میں پوشیدہ ہے۔ آپ ﷺ سے سرزد ہونے والا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں دونوں جہانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کی سیرت پاک ہمارے سامنے رکھ دی ہے۔ جس کی پیروی اور اطاعت کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور قربت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ روحانی طور پر بنی نوع انسان آج اضطراب اور بے چینی کا شکار ہے۔ اس کا علاج بھی آپ ﷺ کے نورانی اعمال کی اتباع میں موجود ہے۔ بقول شاعر

اتباعِ مصطفیٰ معراج ہے انسان کی آپ کا قول و عمل تفسیر ہے قرآن کی

عبارت نمبر 2: (ملتان بورڈ 2007ء)

وہ تمام اشخاص جو کسی مذہب کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوں ناممکن ہے کہ وہ کسی ایک ہی صنفِ انسانی سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس دنیا کی بنیاد اختلافِ عمل پر ہے۔ باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ یا جمہور اور حکام بھی ضروری ہیں اور محکوم، مطیع اور فرماں بردار رعایا بھی، امن و امان کے قیام کے لیے قاضیوں اور ججوں کا ہونا بھی ضروری ہے اور فوجوں کے سپہ سالاروں اور افسروں کا بھی۔ غریب بھی ہیں اور دولت مند بھی، رات کے زاہد و عابد بھی ہیں اور دن کے سپاہی و مجاہد بھی، اہل و عیال بھی ہیں اور دوست احباب بھی، تاجر اور سوداگر بھی ہیں، امام اور پیشوا بھی۔ غرض اس دنیا کا نظم و نسق مختلف اصناف کے وجود اور قیام ہی پر موقوف ہے اور ان تمام اصناف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام ان تمام انسانوں کو سنت نبی ﷺ کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔

سیاق و سباق:

درج ذیل اقتباس سبق کے تقریباً وسط سے لیا گیا ہے۔ زیرِ تشریح عبارت سے پہلے مصنف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بننے اور بلند درجہ پانے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی طریقہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقے کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے۔ لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے پاس دو چیزیں صحت کے ساتھ موجود ہیں ایک قرآن اور دوسری سنت۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ ایسی کامل و جامع ہستی جو زندگی کے ہر موڑ اور ہر لمحے پر رہنمائی کر سکے صرف آپ ﷺ کی ہستی ہے۔ آپ ﷺ کا وجودِ مبارک ایک آفتاب عالم تاب اور ابر باراں تھا، جس سے دنیا کے ہر خطے کے لوگوں نے بھرپور فیض پایا۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کا مقصدِ زندگی دنیا کی درستی، خلق کی ہمدردی، خدا کے نام کی اونچائی اور حق کی ترقی تھا اور اس کے سوا کوئی چیز ان کے پیشِ نظر نہ تھی۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں سید سلیمان ندوی کہتے ہیں کہ وہ تمام اشخاص جو کسی مذہب کو اختیار کریں اور اُس کے اصول و ضوابط اور قوانین کی پاسداری کرنے لگیں، ان کے لیے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ عادات و اطوار، خیالات، صلاحیتوں اور مزاج کے لحاظ سے ایک جیسے ہوں۔ کیوں کہ ایک ہی مذہب کے ماننے والوں کی حیثیت، مقام و مرتبہ اور منصب ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ ان کی حیثیت یقیناً ایک دوسرے سے الگ ہوتی ہے۔ اس لیے اس کائنات کا سارا نظام، اختلافِ عمل کے اصول پر چل رہا ہے۔ تقریباً ہر انسان ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کا محتاج ہوتا ہے۔ اور لوگ اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لیے ایک دوسرے کی مدد و معاونت کے محتاج ہوتے ہیں۔ معاشرے میں موجود ہر فرد کی معاشرتی حیثیت اس کے کام کی نوعیت کے سبب سے ہوتی ہے۔

دنیا میں بادشاہ بھی ضروری ہیں، جن کے ذمہ ملک کا نظام سنبھالنا اور حکمرانی کا فریضہ انجام دینا ہوتا ہے۔ ملک کا بادشاہ نہ ہو تو ملک کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ دنیا میں منظم معاشرتی نظام کی تشکیل کے لیے بادشاہوں کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ملک کے افراد کسی ایک حاکم کے احکامات کے تابع ہو کر انتشار اور بگاڑ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسی طرح قبیلے کے سردار کا ہونا بھی ضروری ہے جو

اپنے قبیلے کے افراد کے درمیان تنازعات کے فیصلے کر کے ان کے درمیان اتفاق واتحاد کی فضا ہموار کرتا ہے۔ ملک میں عوام کا ہونا بھی ضروری ہے اور ان پر حکومت کرنے کے لیے حکمرانوں کا ہونا بھی لازمی ہے۔

ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے رعایا کو قانون کا پابند کرنے اور نظم ونسق قائم رکھنے کے لیے قاضیوں اور ججوں کا ہونا ضروری ہے۔ کیوں کہ حقیقی انصاف کی فراہمی تقویٰ سے قریب تر ہوتی ہے۔ فرمان نبی ﷺ ہے:

''انصاف کی ایک گھڑی برسہا برس کی عبادت سے بہتر ہے''

ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنے اور داخلی طور پر امن وامان کو قائم رکھنے کے لیے فوج کا ہونا لازمی ہے۔ اور اسی طرح فوج کی سربراہی قائم رکھنے کے لیے فوجی افسروں اور جرنیلوں کا ہونا ضروری ہے۔ دنیا میں غریب بھی ہیں اور دولت مند بھی ہیں۔ دنیا میں غریب ہیں تو دنیا کا نظام چلانے میں معاونت ہو رہی ہے۔ غریب محنت، مزدوری کرتے ہیں تو امیروں کا کام ہو جاتا ہے اور امیر محنت کا معاوضہ ادا کرتے ہیں، جس سے غریبوں کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو پرہیز گار اور متقی ہیں، جو دنیاوی جاہ وحشمت کی رغبت نہیں رکھتے، شب بیداری میں عبادت وریاضت کرتے ہیں۔ ایسے متقی اور پرہیز گار، اللہ والے دنیا کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں اور دنیا قائم ہی اللہ والوں کی وجہ سے ہے۔ کیوں کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ دنیا میں جب تک ایک بھی اس کا نام لیوا باقی ہوگا تو قیامت برپا نہیں کرے گا۔

سید سلیمان ندویؒ مزید فرماتے ہیں کہ دنیا کے نظام کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے دن کے سپاہی بھی موجود ہیں جو وطن کی حفاظت کرتے ہیں اور توحید کے کلمے کو سربلند کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ انسان مل جل کر رہنے کا عادی ہوتا ہے، اس کے لیے تنہائی کی زندگی عذاب ہوتی ہے۔ اس لیے خاندانی نظام کا ہونا لازمی ہے۔ مل جل کر رہنا، اس کی عادت میں شامل ہے۔ انسان اپنے بیوی، بچوں میں رہ کر تمام تفکرات بھلا بیٹھتا ہے اور اپنے معاملات کو احسن طریقے سے نمٹاتا ہے۔ دوست احباب کا ہونا بھی لازمی ہے، جن سے انسان اپنے دلی جذبوں اور احوال کا تبادلہ کر کے سکون محسوس کرتا ہے۔ بے شک مخلص دوست قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔

معاشی اور معاشرتی نظام کی بقا کے لیے تاجروں کا ہونا بھی ضروری ہے، جو ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور معاشی نظام کی خوشحالی اور بہتری کے لیے شب وروز کوشاں رہتے ہیں۔ سوداگروں کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے، جو اپنے علاقے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دوسرے علاقوں سے اشیاء لے کر آتے ہیں۔ اور فالتو اشیاء دوسرے علاقوں میں بھجواتے ہیں، اس طرح علاقائی اور ملکی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ نماز، حج وغیرہ کی ادائیگی کے لیے امامت کرنے والے بھی ضروری ہیں اور دین اسلام کے مسائل بتانے اور مذہبی اصولوں کی وضاحت اور تشریح کرنے کے لیے مذہبی رہنماؤں کا ہونا بھی لازمی ہے۔

عبارت کے اختتام پر مصنف کہتے ہیں کہ اس دنیا کے احسن نظم ونسق کا انحصار اس بات میں پوشیدہ ہے کہ مختلف انسانی طبقے اپنے اپنے فرائض کو بہتر اور عمدہ طریقے سے سرانجام دیں۔ تمام انسانی طبقوں کے افراد کو رہنمائی اور رہبری کے لیے عملی مثال اور نمونے کی ضرورت ہے۔ دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام نے ہر طبقہ انسانی کی راہنمائی کے لیے حضور اکرمؐ کی مکمل اور جامع ہستی بطور نمونہ پیش کی ہے۔ ہمارے نبیؐ کے اعمال ہر پہلو سے کامل اور اکمل ہیں اور دنیا کے طبقات کے لیے اس میں رہنما اصول موجود ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

ترجمہ: ''بے شک نبی پاک ﷺ کی ہستی میں تمھارے لیے احسن نمونہ موجود ہے۔''

بلاشبہ آپ ﷺ کی اطاعت میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ بقول شاعر:

نمونہ سب کے لیے ہے نبی ﷺ کی سنت میں   جو نظیر بھی ڈھونڈی گئی یہیں سے ملی

عبارت نمبر 3:

انسانوں کے ہر طبقے اور صنف کے لیے سیرت پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہے۔ایک حاکم کے لیے محکوم کی زندگی، ایک دولت مند کے لیے غریب کی زندگی اور ایک غریب کے لیے دولت مند کی زندگی کامل مثال اور نمونہ نہیں بن سکتی۔اس لیے ضرورت ہے کہ عالم گیر اور دائمی پیغمبر ﷺ کی زندگی ان تمام مختلف مناظر کے رنگ برنگ پھولوں کا گلدستہ ہو۔

سیاق و سباق:

زیرِ تشریح عبارت سے پہلے مصنف بتاتے ہیں کہ اللہ کے ہاں مقرب ہونے کے لیے دنیا کے ہر مذہب نے ایک ہی طریقہ بتایا ہے کہ شارع اور بانی کی نصیحتوں پر عمل کیا جائے۔ لیکن اسلام نے عملی نمونے کی صورت میں آپ ﷺ کی اتباع کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کامل نمونہ تھے۔چوں کہ اس دنیا کی بنیاد اختلاف عمل پر ہے اس لیے تمام اصناف اور گروہوں کو عملی نمونے کی ضرورت ہے۔چناں چہ اسلام ان تمام انسانوں کو سنت نبوی ﷺ کے اِتباع کی دعوت دیتا ہے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ ہم ہر آن نئے قلبی عمل، احساس یا جذبے سے متاثر ہوتے ہیں۔زندگی میں عروج و زوال، خوشی و غمی اور اچھے برے حالات آتے رہتے ہیں اسی وجہ سے ان تمام حالتوں میں ہمیں ایک عملی اور کامل نمونے کی ضرورت پڑتی ہے۔چاہے کوئی کسی حالت میں بھی ہو، اس کی ہدایت و رہنمائی کا نور آپ ﷺ کی جامعیتِ کبریٰ کے خزانے میں موجود ہے۔غرض آپ ﷺ کی پیروی اللہ کی پیروی ہے۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں سید سلیمان ندویؒ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت پاک ہر لحاظ سے مکمل ہے اور دنیا کے تمام انسان آپ ﷺ کی سیرت پاک سے نصیحت اور سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی بے کیف اور بے نور زندگی کو آپؐ کے نورانی اعمال سے جلا دے سکتے ہیں۔معاشرے میں مختلف خیالات، احساسات اور جذبات کے حامل لوگ ہوتے ہیں۔نیز معاشرے میں مختلف درجات اور مختلف طبقوں اور گروہوں پر مشتمل لوگ بھی ہوتے ہیں، اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ تمام طبقوں کے لیے عملی نمونہ موجود ہو۔جس سے تمام گروہوں کے لوگ راہنمائی حاصل کر سکیں اور اس شخصیت کی نصیحتوں پر آسانی سے عمل بھی کیا جا سکے۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہر قسم اور ہر گروہ کے انسانوں کے لیے نہ صرف نصیحت کا وافر سامان موجود ہے بلکہ عمل کرنے کے لیے سبق اور درس بھی موجود ہے۔

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایک حکمران کے لیے محکوم کی زندگی کامل مثال اور نمونہ نہیں بن سکتی، کیوں کہ حاکم کے مزاج میں حکمرانی ہوتی ہے۔اسے حکم دینا آتا ہے اور حاکم جس ماتحت سے حکم منواتا آیا ہو اسے اپنے لیے نمونہ نہیں بنا سکتا۔انسانی نفسیات ہے کہ وہ اسی شخصیت کو اپنے لیے نمونہ بناتا ہے، جس سے وہ متاثر ہو۔حاکم اپنے سے بالاتر حاکم سے ہی متاثر ہوتا ہے نہ کہ اپنے ماتحت سے۔

اسی طرح ایک دولت مند کے لیے غریب کی زندگی کامل مثال اور نمونہ نہیں بن سکتی۔ کیوں کہ دولت مند کے پاس بے پناہ وسائل ہوتے ہیں اور مسائل نہ ہونے کے برابر۔جب کہ غریب کے پاس وسائل کم اور مشکلات زیادہ ہوتی ہیں۔اس لیے امیر آدمی غریب کی مصائب والی زندگی پر ترس تو کھا سکتا ہے، نمونہ نہیں بنا سکتا۔بعینہٖ غریب آدمی بھی امیر آدمی کی زندگی کو نمونہ اور مثال نہیں بنا سکتا، کیوں کہ غریب کے حالات اسے امیرانہ طرزِ زندگی اپنانے کی اجازت نہیں دیتے۔غریب کی زندگی مسائل اور

مشکلات سے پُر ہوتی ہے۔ اگر غریب آدمی امیر کی زندگی کا رنگ ڈھنگ اپنا لے تو چند ہی روز میں اس کے حالات پہلے سے بھی ابتر ہو جائیں گے۔ چناں چہ غریب آدمی، غریب ہی کی زندگی کو نمونہ بناتا ہے۔

اس لیے ایسی ہستی کا ہونا انتہائی ضروری تھا جو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے تا قیامت نمونہ کا کام دے سکے۔ جس میں عالمگیریت، آفاقیت اور دوام کی صفات موجود ہوں اور معاشرے کے تمام افراد کے لیے عملی نمونہ کی حامل ہستی ہو۔ چناں چہ حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک میں انسانی معاشرے کے یہ تمام رنگ نمایاں طور پر موجود ہیں۔ بقول شاعر:

زندگی تیری نمونہ، تیری سیرت معیار
سکہ تہذیب و تمدن کا چلانے والے

مصنف نے آپ ﷺ کی سیرت پاک کو گلدستہ سے تشبیہ دی ہے۔ گلدستہ مختلف پھولوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر انسان کی پسند دوسرے انسان سے جدا ہوتی ہے۔ کوئی گلاب کے پھول کو پسند کرتا ہے تو کوئی چنبیلی کو۔ چناں چہ گلدستہ میں ہر ایک کی پسند اور ذوق کا پھول مل جاتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی سیرت پاک ﷺ بھی گلدستہ کی مانند ہے۔ ہر عمر، ہر طبقہ اور ہر پیشے کا حامل آپ ﷺ کی سیرت کو نمونہ بنا کر کامیاب زندگی گزار سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا امتیاز یہ ہے کہ اسے اپنانے والے کو اللہ تعالیٰ نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔ بقول شاعر:

ہر دور کی ضیا ہے میرے نبی کی سیرت
پہلے بھی روشنی تھی آج بھی روشنی ہے

عبارت نمبر 4: (ملتان بورڈ 2007، لاہور بورڈ 2007)

علاوہ ازیں وہ افعال جن کا تعلق دل و دماغ سے ہے اور جن کی تعبیر ہم اعمالِ قلب یا جذبات اور احساسات سے کرتے ہیں۔ ہر آن ہم ایک نئے قلبی عمل، جذبے یا احساس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہم کبھی راضی ہیں، کبھی ناراض، کبھی خوش ہیں کبھی غم زدہ، کبھی مصائب سے دوچار ہیں اور کبھی نعمتوں سے مالا مال، کبھی ناکام ہوتے ہیں اور کبھی کامیاب، ان سب حالتوں میں ہم مختلف جذبات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اخلاقِ فاضلہ کا تمام تر انحصار انہی جذبات اور احساسات کے اعتدال اور باقاعدگی پر ہے، ان سب کے لیے ہم کو ایک عملی سیرت کی حاجت ہے۔

سیاق و سباق:

درج ذیل اقتباس سبق کے تقریباً وسط سے لیا گیا ہے۔ زیرِ تشریح عبارت سے پہلے مصنف کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں مقرب ہونے اور بلند درجہ پانے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی طریقہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقے کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے۔ لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ انسانوں کے ہر طبقہ اور صنف کے لیے سیرت پاک ﷺ میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ ایسی کامل و جامع ہستی جو زندگی کے ہر موڑ اور ہر لمحے پر راہنمائی کر سکے، صرف آپ ﷺ کی ہستی ہے۔ آپ ﷺ کا وجودِ مبارک ایک آفتاب عالم تاب اور ابر باراں تھا، جس سے دنیا کے ہر خطے کے لوگوں نے بھرپور فیض پایا۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کا مقصد زندگی دنیا کی درستی، خلق کی ہمدردی، خدا کے نام کی بلندی اور حق کی ترقی تھا اور اس کے سوا کوئی چیز ان کے پیش نظر نہ تھی۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں سید سلیمان ندویؒ کہتے ہیں کہ بعض کام یا افعال ایسے ہیں جن کا تعلق ہمارے دل و دماغ سے ہوتا ہے اور ان کا اظہار ہم دل کے اعمال یا جذبات و احساسات سے کرتے ہیں۔ اگر جذبات و احساسات میں اعتدال اور توازن پیدا

کرلیں تو یہی اعمال پسندیدہ بن جاتے ہیں۔ اور انسانی جذبوں کی تہذیب بغیر رہنمائی کے نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ انسان تربیت کا محتاج ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی تربیت اور رہنمائی کے لیے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی اور پیغمبر نے انسانوں کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور سلیقہ عطا کیا اور سب سے افضل، اکمل اور ہمہ گیر نظامِ زندگی اسلام نے عطا کیا ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خان

اسلام کے پیالۂ لبریز کے بغیر
سارے جہاں کی پیاس بجھانی محال ہے

اسلام ہمیں جذبات واحساسات کے اظہار کا سلیقہ عطا فرماتا ہے اور ساری دنیا کے سامنے حضور اکرم ﷺ کی سیرت بطور نمونہ پیش کرتا ہے۔ سید سلیمان ندویؒ مزید فرماتے ہیں کہ ہر لمحے ہم دل میں پیدا ہونے والے جذبات واحساسات سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کا اظہار ہم جسمانی افعال سے کرتے ہیں۔ اگر کسی لمحے راضی ہوں تو ہم جسمانی تاثرات سے رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر ناراض ہوں تو ہمارے چہرے سے ناراضی عیاں ہو رہی ہوتی ہے اور مسکراہٹ غائب ہو جاتی ہے۔ کبھی خوش ہوں تو خوشیوں کا اظہار اپنے اعضا سے کر رہے ہوتے ہیں۔ غم زدہ ہوں تو چہرے سے اداسی ٹپک رہی ہوتی ہے۔

اگر کبھی مصیبتوں سے سابقہ پڑے تو ہم مصائب کا اظہار اپنی زبان سے کرتے ہیں۔ جب نعمتیں میسر آجائیں تو ہمارا رنگ ڈھنگ دیدنی ہوتا ہے۔ ناکامی کا منھ دیکھنا پڑے تو جذبوں سے ناکامیوں کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہماری حالت قابلِ رشک ہوتی ہے اور مبارک باد وصول کرتے کرتے جی نہیں بھرتا۔ ان تمام جذبوں کا تعلق ہمارے دل ودماغ سے ہوتا ہے اور ان سب حالتوں میں ہم جذبوں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ہمارے جذبات واحساسات میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔ جوں ہی ہمارے جذبے میں تبدیلی آتی ہے، اس وقت ہماری کیفیت میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ خوشی ملی تو مسکرا اٹھے اور غم یاد دکھ ملا تو آنسوؤں کی لڑیاں بہا دیں۔ ہمارے تمام تر قلبی اعمال، جذبات اور احساسات کا دارومدار اعلیٰ وافضل اخلاق پر ہے۔ اعلیٰ اور قابلِ تعریف اخلاق کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم اپنے جذبات واحساسات میں میانہ روی، اعتدال اور باقاعدگی پیدا کریں۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب معلم اخلاق اور عظیم اخلاق کے مالک حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کو نمونہ بنائیں۔ جن کے اخلاق کی گواہی خود خالق کائنات نے دی۔ ارشاد خداوندی ہے:

انک لعلی خلق عظیم "بے شک آپؐ بلند اخلاق کے معیار پر ہیں۔"

خود آپ ﷺ نے فرمایا: **انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**

"میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"

چناں چہ تمام اخلاقی پہلوؤں اور دنیا کے تمام انسانوں کو مختلف حالات میں کامیابی وکامرانی سے زندگی گزارنے کے لیے صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کی سیرت طیبہ سے درس اور سبق اور بھرپور راہبری ورہنمائی مل سکتی ہے۔

عبارت نمبر 5: (ملتان بورڈ 2010، بہاولپور بورڈ 2011)

عزم واستقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکل، رضا، تقدیر، مصیبتوں کی برداشت، قربانی، قناعت، استغنا، ایثار، جود تواضع، خاکساری، مسکنت، نشیب وفراز، بلند وپست، تمام اخلاقی پہلوؤں کے لیے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں، ہمیں عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے جو صرف پیغمبر اسلام کی سوانح میں مل سکتی ہے۔

سیاق وسباق:

زیرِ تشریح عبارت سبق کے تقریباً وسط سے لی گئی ہے۔ زیرِ تشریح عبارت سے پہلے مصنف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہونے اور بلند درجہ پانے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی طریقہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقے کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے، لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ انسانوں کے ہر

طبقے اور ہر صنف کے لیے سیرت پاک ﷺ میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہے۔ ہمیں ان تمام امور جو ہمارے مختلف افعالِ جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں، کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہے جو ہر نئی حالت کے پیش آنے میں ایک نئی ہدایت کا سبق اور نئی رہنمائی کا درس دے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ ایسی کامل و جامع ہستی جو زندگی کے ہر موڑ اور ہر لمحے پر انسان کی رہنمائی کر سکے صرف آپ ﷺ کی ہستی ہے۔ آپ ﷺ کا وجودِ مبارک ایک آفتابِ عالم تاب اور ابرِ باراں تھا، جس سے دنیا کے ہر خطے کے لوگوں نے بھرپور فیض پایا۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کا مقصد اخلاق کی درستی، خلق کی ہمدردی، خدا کے نام کی بلندی اور حق کی ترقی تھا اور اس کے سوا کوئی چیز ان کے پیشِ نظر نہ تھی۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں مصنف کہتے ہیں کہ دنیا میں رہتے ہوئے ہر انسان کو اپنی زندگی میں مختلف کیفیات، جذبات و احساسات سے سابقہ پڑتا ہے۔ اسے احساسات اور جذبات کے کئی روپ دیکھنا پڑتے ہیں۔ کبھی اسے اپنے معاملات کے نمٹانے میں بڑی جرأت، پختہ ارادے، حوصلہ مندی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ انسان کو میدان جنگ میں بہادری اور دلیری کے جوہر و کمالات دکھانے پڑتے ہیں، تاکہ دشمن کا مقابلہ ڈٹ کر کیا جا سکے اور جہاد جیسا عظیم فریضہ احسن طریقہ سے انجام دے سکے۔ حضور اکرمؐ کی مبارک زندگی میدان جنگ میں بہادری و دلیری کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت علیؓ کا فرمان مبارک ہے:

"ہم گھمسان کی جنگ کے موقع پر بھی حضور ﷺ کے دامن میں پناہ لیتے تھے۔"

مصنف مزید کہتے ہیں کہ بعض دفعہ نامساعد حالات کی تلخی پر انسان کو صبر کا دامن پکڑنا پڑتا ہے۔ اگر صبر نہ کیا جائے تو حالات مزید بگڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: **ان اللہ مع الصابرین**

ترجمہ **"بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"**

صحابہ کرامؓ کا معمول بھی یہی تھا کہ مصائب اور آزمائش میں ایک تو صبر کرتے اور دوسرا نماز قائم کرتے تھے۔ ارشادِ ربانی ہے:

واستعینوا بالصبر و الصلوۃ ترجمہ۔ **"مدد چاہو صبر اور نماز سے"**

بعض دفعہ اللہ تعالیٰ انسان کو نعمتوں سے سرفراز کر دیتا ہے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی کبھار زندگی میں ایسے مراحل بھی آجاتے ہیں کہ جب دنیا کے تمام اسباب اس کے حق میں ناکارہ ہو جاتے ہیں تو، توکل کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنا اور اللہ کی رضا کو اپنی رضا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ انسان بے پناہ مصائب اور مشکلات کا شکار ہوتا ہے۔ ایسے میں اسے مشکلات و مصائب کو تقدیر کا لکھا تصور کر کے برداشت سے کام لینا پڑتا ہے۔ بعض اوقات انسان کو اپنے مال و دولت اور جذبات و احساسات کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے۔ پھر ایسے نامساعد حالات کا شکار ہونا پڑتا ہے کہ تمام نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ وہ مجبور و بے کس ہو جاتا ہے اور تھوڑی چیز پر راضی اور خوش رہنے پر مجبور ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان کو تمام تکالیف اور پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور شانِ بے نیازی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے بے پناہ مال و دولت عطا کر دیتا ہے تو اس کے اندر سخاوت کا جوہر پیدا ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات انسان کے پاس کچھ نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں خود بھوکا رہ کر بھی مہمانوں اور دوسروں کی خاطر مدارات کرنا پڑتی ہے۔ امام غزالیؒ کا فرمان ہے:

"غریب مہمان آجائے تو قرض لے کر بھی تکلف کر"

اللہ کی نعمتیں میسر آنے کے بعد وہ غرور کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اس کے اندر عجز آجاتا ہے۔ اگر وہ مفلسی کا شکار ہو جائے تو بھی خوش و خرم رہتا ہے۔ دنیا میں سدا حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ انسان جتنے بھی اعلیٰ مقام و مرتبہ پر پہنچ جائے، کتنی ہی اعلیٰ

حیثیتوں کا مالک ہو جائے، وقت کی گردش اور نشیب و فراز اور اونچ نیچ سے سابقہ پڑتا ہی ہے۔ اُسے دنیا میں زندگی گزارتے ہوئے دنیا کے پست و بلند دیکھنا نصیب ہوتے ہیں۔ تمام انسانوں کو مختلف اوقات میں مختلف مسائل اور حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور ہر انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے ہر طرح کے حالات و کیفیات سے واسطہ پڑتا ہے۔ یہ مسائل مادی بھی ہو سکتے ہیں اور روحانی بھی۔ ہر انسان مسائل کا حل چاہتا ہے کیوں کہ انسان مسائل و مصائب سے گھبراتا ہے اور کامیابی کی شدید خواہش ہر انسان میں پائی جاتی ہے۔ ہر فرد کو کامیابی اور کامرانی کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے شک یہ عملی نمونہ ہر انسان کو حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور مبارک سیرت میں ہی مل سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کر کے مادی مسائل بھی حل ہوتے ہیں اور روحانی مسائل کے لیے بھی بھرپور رہنمائی مل سکتی ہے۔ بقول اسحاق جلال پوری:

آپؐ نے سب کی رہنمائی کی ساری مخلوق سے بھلائی کی

عبارت نمبر 6:

غرض ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ ءانسانی اور حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے۔ اگر دولت مند ہو تو مکے کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔ اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب میں محصور اور مدینے کے مہمان کی کیفیت سنو۔ اگر بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو۔ اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو۔ اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ۔ اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ احد سے عبرت حاصل کرو۔ اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درس گاہ کے معلمِ قدس کو دیکھو۔ اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ۔ اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو۔

سیاق وسباق:

زیرِ تشریح عبارت سے پہلے مصنف لکھتے ہیں کہ اس دنیا کی بنیاد اختلافِ عمل پر ہے۔ باہمی تعاون مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، قاضی، سپہ سالار، افسر، امام پیشوا سبھی شامل ہیں اور تمام اصناف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام ان تمام انسانوں کو سنت نبویؐ کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ انسانوں کے ہر طبقے اور صنف کے لیے سیرت پاک علیہ ﷺ میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ ایسی کامل و جامع ہستی جو زندگی کے ہر موڑ اور ہر لمحے پر رہنمائی کر سکے صرف آپ ﷺ کی ہستی ہے۔ آپ ﷺ کا وجود مبارک ایک آفتاب عالم تاب اور ابر باراں تھا، جس سے دنیا کے ہر خطے کے لوگوں نے بھرپور فیض پایا۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام کا مقصد زندگی دنیا کی درستی، خلق کی ہمدردی، خدا کے نام کی عظمت اور حق کی ترقی تھی اور اس کے سوا کوئی چیز ان کے پیش نظر نہ تھی۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں سید سلیمان ندویؒ کہتے ہیں کہ دنیا کے تمام لوگوں میں سے کوئی شخصیت ایسی ہو جس کی زندگی تمام انسانی گروہوں اور طبقات کے لیے مکمل نمونہ ہو۔ اور تمام انسانی طبقوں کی ہر لحاظ اور ہر پہلو سے مکمل راہنمائی اور راہبری کا فریضہ سرانجام دے سکے۔ صرف نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ سیرت ہے، جو دنیا کے تمام انسانی گروہوں کے لیے نمونہ ہے۔ ہر شخص آپ ﷺ کی سیرت سے استفادہ کر کے دنیا اور آخرت دونوں کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ افعال جن کا تعلق دل و دماغ سے ہوتا ہے اور

جن کا اظہار ہر انسان جذبات واحساسات سے کرتا ہے، قلبی اعمال کہلاتے ہیں۔ کیوں کہ ہر انسان کی دن رات ایک جیسی حالت نہیں ہوتی، اس کے اندر تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ کبھی انسان راضی، کبھی ناراض، کبھی خوش تو کبھی غم زدہ، کبھی مصائب سے دوچار، کبھی نعمتوں سے مالا مال، کبھی ناکامی کا منھ دیکھنا پڑتا ہے، تو کبھی کامیابی سے ہم کنار ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر شخص مختلف اوقات میں مختلف اخلاقی پہلوؤں مثلاً عزم واستقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکل، رضا، قربانی، قناعت، ایثار، جود، تواضع، خاکساری، مسکنت وغیرہ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ انسان ان سب حالتوں میں مختلف جذبات کے ماتحت ہوتا ہے۔ اعلیٰ اور قابل تعریف اخلاق کا تمام تر انحصار ان ہی جذبات اور احساسات کے اعتدال اور باقاعدگی پر ہوتا ہے۔ چناں چہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہے۔ انسان کی ذات مختلف حالتوں، عادات اور اخلاق کا مجموعہ ہے۔ ان تمام طبقوں اور گروہوں کے لیے صرف رسول اکرمؐ کی ذات ہی کامل اور مکمل نمونہ ہے۔

سید سلیمان ندویؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دولت مند ہے تو وہ آپ ﷺ کے اس دور کو دیکھے جب آپ ﷺ نے بصریٰ اور شام کے تجارتی سفر کیے۔ بحیثیت تاجر آپ ﷺ نے امانت ودیانت، حسنِ اخلاق اور سچائی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ نے کم منافع پر زیادہ مال فروخت کرنے کا اصول اپنایا اور خریدار کو مال کی خامیوں اور خوبیوں سے آگاہ کرتے۔ آپ ﷺ نے تجارت کرتے ہوئے جو اصول اپنائے وہ معاشیات کے سنہری اصول شمار ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"خرید وفروخت میں قسم کھانے سے باز رہو، وہ مال تو بکوا دیتی ہے مگر پھر اسے مٹا دیتی ہے"

اسی طرح آپ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں بحرین جو کہ قطر اور سعودی عرب کے درمیان ہے فتح ہوا۔ اور وہاں کے خزانے مدینے میں آتے تھے، تو آپ ﷺ اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے قوم کی امانت سمجھتے ہوئے وقف کر دیتے تھے۔ اگر کوئی غریب شخص ہے تو آپ ﷺ کے اس دور کو دیکھے، جب قریش مکہ نے آپ ﷺ کے خاندان اور اہل اسلام کا معاشرتی مقاطعہ کر دیا اور شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور کر دیا گیا تو پانی کی مشکوں کا چمڑا کھا کر گزارہ کرنا پڑا اور ایسے مشکل اور کٹھن مراحل میں آپ ﷺ نے کمال صبر سے کام لیا۔ اسی طرح کی حالت اس وقت تھی، جب آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینے میں انتہائی غریب صحابی حضرت ایوب انصاریؓ کی مہمانی اختیار کی۔ زندگی کا یہ پہلو غریب اور مہاجر دونوں کے لیے نمونہ ہے۔ اگر کوئی بادشاہ ہے تو عرب کے تاج دار کا حال پڑھے، کہ آپ ﷺ نے کن اصولوں کو اپنایا۔ آپ ﷺ نے دس سال کی قلیل مدت میں عرب کی تاج داری حاصل کی۔ اور اپنے جانی دشمنوں کہ جن کی وجہ سے مکہ سے ہجرت کرنا پڑی کے لیے عام معافی کا اعلان فرما دیا اور حکمرانی کے وہ اصول وضع کیے جو رہتی دنیا تک کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

عبارت نمبر 7:

غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو تمھاری زندگی کے لیے نمونہ، تمھاری سیرت کی درستی واصلاح کے لیے سامان، تمھارے ظلمت خانہ کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔ اس لیے طبقہ انسانی کے ہر طالب علم اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لیے صرف رسول ﷺ کی سیرت، ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے۔

سیاق وسباق:

زیر تشریح عبارت سے پہلے مصنف لکھتے ہیں کہ اس دنیا کی بنیاد اختلاف عمل پر ہے۔ باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، قاضی، سپہ سالار، افسر، امام پیشوا بھی شامل ہیں اور تمام اصناف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام ان تمام انسانوں کو سنت نبوی ﷺ کے

اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ انسانوں کے ہر طبقے اور صنف کے لیے سیرت پاک ﷺ میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہے۔

زیر تشریح عبارت کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ ایسی کامل و جامع ہستی جو زندگی کے ہر موڑ اور ہر لمحے پر رہنمائی کر سکے صرف آپ ﷺ کی ہستی ہے۔ آپ ﷺ کا وجودِ مبارک ایک آفتابِ عالم تاب اور ابر باراں تھا، جس سے دنیا کے ہر خطے کے لوگوں نے بھرپور فیض پایا۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام کا مقصدِ زندگی دنیا کی درستی، خلق کی ہمدردی، خدا کے نام کی بلندی اور حق کی ترقی تھا اور اس کے سوا کوئی چیز ان کے پیش نظر نہ تھی۔

تشریح:

زیر تشریح عبارت میں مصنف کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف الخیال ہوتا ہے اور صلاحیتوں کے اعتبار سے بھی جدا ہوتا ہے۔ کیوں کہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد، پیشوں حیثیتوں اور مختلف عادات واطوار کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ بات تو ناممکن ہے کہ تمام افراد، حیثیت، مقام، رتبہ اور منصب کے لحاظ سے ایک جیسے ہوں، ان کی حیثیت اور مرتبہ ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کائنات کا سارا نظام کاموں کے مختلف ہونے کے اصول پر چل رہا ہے۔ تقریباً ہر انسان ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کا محتاج ہوتا ہے لوگ اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے دوسروں کے تعاون کے محتاج ہوتے ہیں اور اسی میں معاشرتی بقا کا راز مضمر ہے۔

چناں چہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہر قسم کے انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت پاک ہر گروہ کے لیے کامل نمونہ ہے۔ دنیا کا ہر انسان چاہے اس کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو وہ آپ ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنا کر کامیاب زندگی گزار سکتا ہے۔ اور انسان تمام حالات میں آپ ﷺ کی سیرت سے سبق اور درس لے سکتا ہے۔ ہر انسان جذبات واحساسات کی کسی بھی کیفیت میں کیوں نہ ہو، آپ ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنا کر اعتدال اور توازن پیدا کر سکتا ہے۔ ہر طبقے اور گروہ سے تعلق رکھنے والا انسان آپ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو نمونہ بنا کر اپنے سیرت و کردار کو قابل رشک بنا سکتا ہے۔ بقول امیر مینائی:

اس کی رحمت سے لو لگا کہ امیر — آڑے آئے گی وقت مشکل کے

موجودہ دور میں ہر انسان روحانیت سے تہی دامن ہونے کی وجہ سے پریشان و سرگرداں ہے۔ ہر گھر مصنوعی روشنیوں سے جگمگا رہا ہے، لیکن برکتوں اور رحمتوں سے خالی ہے اور آرام وراحت خواب وخیال بن گئے ہیں۔ آپؐ کے نورانی اعمال پر عمل پیرا ہوں تو دلوں کے اندھیرے چھٹ سکتے ہیں۔ اور بے نور اور بے سکون گھروں کی فضا کا علاج آپؐ کے اعمال اپنانے میں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ بہترین اور مثالی انسانوں کی طرح زمانے میں زندگی بسر کریں اور اپنے تاریک گھپ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے گھروں کو روشنی سے منور کریں، تو اس کے لیے تمام سامان اور ہدایت کا چراغ حضور اکرمؐ کی پاکیزہ اور مقدس زندگی ہے، جو اپنے اندر دنیا جہان کی وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ اس لیے تمام انسانی طبقوں کا ہر فرد جو علم کا خواہاں اور ایمان کی روشنی و نور کا متلاشی، اگر چاہتا ہے کہ کامیابی اور کامرانی اس کا مقدر بنے تو وہ صرف اور صرف حضور اکرم کی سیرت وشخصیت اور حیات مقدسہ ہی میں ممکن ہے۔ بقول شاعر:

گر سنت نبویؐ کی کرلے پیروی امت — طوفان سے نکل جائے گا اس کا سفینہ

عبارت نمبر 8: (ڈیرہ غازی خاں 2009، لاہور بورڈ 2006، 2009، سرگودھا بورڈ 2012ء)

ایسی کامل و جامع ہستی جو اپنی زندگی میں ہر نوع اور ہر قسم، ہر گروہ اور ہر صنف انسانی کے لیے ہدایت کی

مثالیں اور نظیریں رکھتی ہو، وہی اس لائق ہے جو اس اَصناف وانواع سے بھری ہوئی دنیا کی عالم گیر اور دائمی رہنمائی کا کام سرانجام دے، جو غیظ وغضب اور رحم وکرم، جود وسخا اور فقر وفاقہ، شجاعت وبہادری اور رحم دلی، رقیق القلبی، دنیا اور دین دونوں کے لیے ہمیں اپنی زندگی کے نمونوں سے بہرہ مند کردے، جو دنیا کی بادشاہی کے ساتھ آسمان کی بادشاہی اور اس آسمان کی بادشاہی کے ساتھ دنیا کی بادشاہی کی بھی بشارت دے اور دونوں بادشاہیوں کے قواعد وقوانین اور دستور العمل کو اپنی زندگی میں برت کر دکھادے۔

سیاق وسباق:

زیرِ تشریح عبارت سے پہلے مصنف لکھتے ہیں کہ اس دنیا کی بنیاد اختلافِ عمل پر ہے۔ باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، قاضی، سپہ سالار، افسر، امام پیشوا بھی شامل ہیں اور تمام اصناف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام ان تمام انسانوں کو سنت نبویؐ کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ انسانوں کے ہر طبقے اور صنف کے لیے سیرت پاک ﷺ میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ ایسی کامل وجامع ہستی جو زندگی کے ہر موڑ اور ہر لمحے پر رہنمائی کر سکے صرف آپ ﷺ کی ہستی ہے۔ آپ ﷺ کا وجودِ مبارک ایک آفتابِ عالم تاب اور ابر باراں تھا، جس سے دنیا کے ہر خطے کے لوگوں نے بھرپور فیض پایا۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام کا مقصدِ زندگی دنیا کی درستی، خلق کی ہمدردی، خدا کے نام کی بلندی اور حق کی ترقی تھا اور اس کے سوا کوئی چیز ان کے پیشِ نظر نہ تھی۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں مصنف کہتے ہیں کہ دنیا میں انسانوں کے ہر قسم کے طبقات ہیں۔ بنی نوع انسان کے بے شمار گروہ اور اصناف ہیں۔ اور تمام اصناف انسانی اور طبقات، تربیت اور رہنمائی کے محتاج ہیں اور انھیں رہبری اور رہنمائی کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے تمام انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ وہی عظیم شخصیت انجام دے سکتی ہے جو مکمل ہو اور جملہ صفات کی حامل ہو۔ جس کی رہنمائی کا دائرہ سارے عالم اور ہر زمانے پر محیط ہو۔ جس کی رہنمائی اور راہبری قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لیے ہو۔ چناں چہ آپ ﷺ کی مبارک زندگی میں ہر قسم اور ہر طبقہ انسانی کے لیے نصیحت کا سامان موجود ہے۔ عمل کرنے کے لیے سبق اور درس بھی موجود ہے۔ خالق کائنات نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی مقدس ذات میں زندگی کے تمام پہلوؤں اور صفات کو یکجا کر دیا ہے اور تمام جہانوں کے لیے کامل اور اکمل عملی نمونہ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین"

ترجمہ: ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

آپ ﷺ کی ذات ہی وہ کامل اور جامع ہستی ہے، جو زندگی میں ہر نوع اور ہر قسم، ہر گروہ اور ہر طرح کے انسانوں کے لیے ہدایت کا منبع ہے۔ آپ کی ذات مبارک میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی قسموں، گروہوں، طبقات اور نوعِ انسانی کی خصوصیات جمع کردی ہیں۔

چناں چہ آپ ﷺ کی ذات اس قابل ہے کہ جو عالمگیر اور دائمی راہنمائی کا کام سرانجام دے سکے۔ آپ ﷺ کی ذات عالمگیر اور دائمی رہنمائی کا کام بھرپور ادا کر رہی ہے۔

یہ دنیا جس میں ہم رہ رہے ہیں، اس میں افراد، اشیاء، جذبات واحساسات کی رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ ایک طرف شدید غصہ اور ناراضی کے رویے ہیں، تو دوسری طرف مہربانی ورحم کے رویے ہیں۔ اگر ایک طرف سخاوت وعنایات کی فراوانی ہے، تو

دوسری طرف فاقہ کشی اور بدحالی بھی ہے۔ اگر بہادری، دلیری اور شجاعت کے اعلیٰ جذبات ہیں، تو نرم دلی اور رحم دلی بھی ہے۔ اگر ایک طرف دنیاوی معاملات کو سرانجام دینا ہے، تو دوسری طرف دین کے احکامات پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کی خواہش بھی ہے۔ ان تمام حالتوں کے لیے اور دین و دنیا کے معاملات میں رہنمائی کے لیے ایک کامل اور قابلِ تقلید نمونہ درکار ہے۔ جو تمام بنی نوع انسان کو کامل و اکمل ہدایت اور راہنمائی فراہم کرے۔ ہماری زندگیوں کو تمام اعلیٰ و ارفع نمونے کے طور پر سرفراز کر دے۔ دنیاوی کاموں کو نمٹانے کے لیے اصول وضوابط اور عملی طریقے سمجھائے اور اخروی زندگی کے لیے بھی نجات کا ذریعہ بنے۔ صرف آپ ﷺ کی سیرت پاک ہی تمام جہانوں میں مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ کی مبارک ذات ایک ایسی اکمل و کامل ہستی ہے، جو دنیا کی حکمرانی و بادشاہی کے ساتھ ساتھ آسمان کی بادشاہی کی بھی بشارت دیتی ہے۔ آپ نے معاشرے میں رہتے ہوئے بشری تقاضے پورے کیے۔ آپ ﷺ نے تمام اصول وضوابط کو اپنی زندگی میں عملی طور پر انجام دے کر نمونہ سب کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ کی ذات پاک تمام عالم کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔ بقول شاعر:

دنیا میں نمونۂ خلق عظیم آپ ﷺ ہیں　　　نازاں ہے جس پر عظمت کردار آپ ﷺ ہیں

عبارت نمبر 9: (ملتان بورڈ 201013, 2007، لاہور بورڈ 2011 سرگودھا 2012)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وجودِ مبارک ایک آفتابِ عالم تاب تھا۔ جس سے اونچے پہاڑ، ریتلے میدان بہتی نہریں، سرسبز کھیت، اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تابش اور نور حاصل کرتے تھے یا ابرِ باراں تھا، جو پہاڑ اور جنگل، میدان اور کھیت، ریگستان اور باغ، ہر جگہ برستا تھا اور ہر ٹکڑا اپنی اپنی استعداد کے مطابق سیراب ہو رہا تھا، قسم قسم کے درخت اور رنگا رنگ پھول اور پتے جم رہے تھے اور اُگ رہے تھے۔

سیاق وسباق:

زیرِ تشریح عبارت سے پہلے مصنف لکھتے ہیں کہ اس دنیا کی بنیاد اختلافِ عمل پر ہے۔ باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، قاضی، سپہ سالار، افسر، امام، پیشوا بھی شامل ہیں اور تمام اصناف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام ان تمام انسانوں کو سنت نبوی ﷺ کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ تمام اخلاقی پہلوؤں کے لیے بھی جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں ہمیں عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے جو صرف پیغمبر اسلام کی سوانح میں مل سکتی ہے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد مصنف لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے معاشرے میں انقلاب برپا ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کی بھرپور تربیت کی۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ معاشرہ میں بادشاہ، گدا، امیر، غریب، حاکم، محکوم، قاضی گواہ، افسر، سپاہی، استاد، شاگرد، عابد و زاہد، کاروباری سب میں توحید کا نور، قربانی کا ولولہ، مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کا جذبہ تھا۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں مصنف نے آپ ﷺ کے وجود مبارک کو دنیا بھر کو روشن کرنے والے سورج سے تشبیہ دی ہے۔ سورج بھرپور آب و تاب کا حامل ہوتا ہے اور بلا امتیاز اور بلا تعصب ہر چیز کو اپنی روشنی سے مستفید کرتا ہے۔ سورج کی روشنی سے اونچے پہاڑ اور اس پر موجود نباتات فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اسی طرح ریتلے میدان بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہتی نہریں، سرسبز وشاداب اور لہلہاتے ہوئے کھیت اپنی اپنی صلاحیت، لیاقت، قابلیت کے مطابق حرارت، روشنی اور نور حاصل کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

رسول اکرم ﷺ کی حیثیت بھی اس سورج کی طرح ہے، جس کی ہدایت کا نور اور روشنی کسی خاص زمانے یا علاقے تک

محدود نہیں، بلکہ اس نے ہر زمانے کو منور کیا اور اس حق کی روشنی سے ہر کسی نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ آپ ﷺ کی بابرکت ذات سے ہر خطے کے لوگوں نے استفادہ کیا۔ کیوں کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ زمان ومکاں کی قید سے آزاد ہے۔ اس سے ہر طبقے کے لوگوں نے فیض پایا۔ اور اپنی اپنی ہمت، طاقت اور قابلیت کے مطابق آپ ﷺ کی سیرت مبارک سے فیض یاب ہوئے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ذات بابرکات ساون کے بادل کی طرح ہے، کہ جب برستا ہے تو بلند و بالا پہاڑ اور اس پر موجود نباتات سیراب ہوتے ہیں اور ہریالی آتی ہے۔ گھنے جنگل جن کی طرف کوئی نظر التفات نہیں کرتا، وہاں بھی بادل برستا ہے اور جنگل کے پودوں اور درختوں کی پیاس بجھاتا ہے۔ اسی طرح وسیع وعریض میدان بادل کے پانی سے تشنگی دور کرتے ہیں۔ کھیتوں کی پژمردگی بادل کے پانی سے ہریالی اور سبزے میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور کھیتوں کی شادابی لوٹ آتی ہے اور کھیت لہلہانے لگتے ہیں۔

حدِ نظر تک پھیلے ہوئے ریت کے وسیع وعریض میدان جہاں ریت اُڑتی ہے اور ہریالی ناپید ہوتی ہے، بادل صحرا کی پیاس بجھا کر ہریالی کے آثار پیدا کردیتا ہے۔ باغ جو درختوں، پودوں، پھلوں اور پھولوں کے مرکز محور ہوتے ہیں۔ بادل کے پانی سے سیراب ہوکر بہار کی دلکشی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ہستی مبارک دنیا کے خزاں زدہ ماحول کے لیے ابرِ بہار ثابت ہوئی اور آپ ﷺ کی ذات اقدس تمام انسانوں کے لیے ابر رحمت کی حیثیت رکھتی ہے جو اُن میں زندگی گزارنے کا سلیقہ اور حق وباطل میں تمیز کا شعور پیدا کرتی ہے۔ بقول شاعر:

ہری ہوگئی ساری کھیتی خُدا کی رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی

جس طرح بادل سے برسنے والا پانی زمین کی پیاس بجھاتا ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے بھی دنیا کی توحید ومعرفت کی بارش سے پیاس بجھائی۔ جس طرح بارش سے روکھی زمین اور سسکتی پیاسی مخلوق میں جان آجاتی ہے، اسی طرح آپ ؐ کی ذات اقدس بے چین، محروم اور شرک کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی انسانیت کے لیے حیات نو کا پیغام بنی۔ اور انسانوں کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور سلیقہ آیا۔ آپ ﷺ نے مخلوق خدا کو معاشرت، معاملات اور اخلاق کا نظام دیا انسانوں میں محبت واخوت کی شمعیں روشن کیں۔ الغرض آپ ﷺ کی سیرت پاک ہر عمر، ہر طبقہ، ہر علاقے اور ہر زمانے کے انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین

ترجمہ اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا

عبارت نمبر 10:

(لاہور بورڈ 2010)

بادشاہ ہو یا گدا، امیر ہو یا غریب، حاکم ہو یا محکوم، قاضی ہو یا گواہ، افسر ہو یا سپاہی، استاد ہو یا شاگرد، عابد و زاہد ہو یا کاروباری، غازی ہو یا شہید، توحید کا نور، اخلاص کی رو، قربانی کا ولولہ، خلق کی ہدایت اور راہنمائی کا جذبہ اور بالآخر ہر کام میں خدا کی رضا طلبی کا جوش ہر ایک کے اندر کام کر رہا تھا۔ وہ جو کچھ بھی ہو، جہاں بھی ہو، یہ فیضان حق سب میں یکساں اور برابر تھا۔ راستوں، رنگوں اور مذاقوں کا اختلاف تھا مگر خدا ایک تھا، قرآن ایک تھا، رسول ﷺ ایک تھا اور قبلہ ایک تھا۔ ہر رنگ، ہر راستہ اور ہر کام سے مقصود دنیا کی درستی، خلق کی ہمدردی، خدا کے نام کی عظمت اور حق کی ترقی تھی اور اس کے سوا کوئی چیز ان کے پیشِ نظر نہ تھی۔

سیاق وسباق:

زیر تشریح عبارت سے پہلے مصنف لکھتے ہیں کہ اس دنیا کی بُنیاد اختلاف عمل پر ہے۔ باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، قاضی، سپہ سالار، افسر، امام پیشوا بھی شامل ہیں اور تمام اصناف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام ان تمام انسانوں کو سنت

نبوی ﷺ کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ایسی کامل و جامع ہستی جو زندگی کے ہر موڑ اور ہر لمحے پر راہنمائی کر سکے صرف آپ ﷺ کی ہستی مبارک ہے۔آپ ﷺ کا وجود مبارک ایک آفتابِ عالم تاب اور ابر باراں تھا جس سے دنیا کے ہر خطے کے لوگوں نے بھرپور فیض پایا۔

زیر تشریح عبارت کے بعد مصنف لکھتے ہیں کہ دنیا میں مختلف مزاج، صلاحیتوں اور استعدادوں کے حامل انسان پائے جاتے ہیں۔اور آپ ﷺ کی جامع شخصیت کے سوا ان کا کوئی آخری اور دائمی اور عالمگیر راہنما نہیں ہو سکتا۔

تشریح:

زیر تشریح عبارت میں مصنف سید سلیمان ندویؒ نے حضور اکرم ﷺ کی آمد کے بعد معاشرے میں جو انقلاب رونما ہوا اُس کا تعارف کرایا ہے۔آپ ﷺ جس معاشرے میں تشریف لائے وہ جاہل، اجڈ اور تہذیب سے نابلد معاشرہ تھا۔تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کرنے والوں کو ایک اللہ کا تعلق دیا۔ان کی ذات اور خارج میں ایسا تغیر پیدا کیا کہ ہر شخص نے امورِ زندگی نمٹانے کے لیے اللہ کی رضا کے حصول کو نصب العین بنالیا۔آپ ﷺ نے جس معاشرے میں انقلاب برپا کیا، مصنف نے اس معاشرے کے ہر شعبہ زندگی کی مثالیں مدلل اور جامع انداز میں پیش کی ہیں۔مصنف کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ لوگوں میں سے اگر کوئی بادشاہ تھا، تو وہ اپنے فرائض سے بخوبی آگاہ تھا کہ اسے اپنے پورے ملک کا حساب دینا ہوگا اور وہ آخرت کو سامنے رکھ کر اپنے امور حکومت نمٹاتا تھا، من مانی نہیں کرتا تھا بلکہ اللہ کے حکم کو اولیت دیتا تھا۔

اگر کوئی غریب اور مفلس تھا تو وہ انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتا، اسے پتا تھا کہ بھیک مانگنا پسندیدہ فعل نہیں ہے۔اگر کوئی امیر تھا تو وہ دولت ملنے پر نہ تو مغرور ہوتا تھا اور نہ ہی اپنی دولت کو بے دریغ عیش و عشرت میں خرچ کرتا۔بلکہ وہ اپنی دولت میں سے زکوٰۃ، صدقات اور فلاحی کاموں میں خرچ کر کے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کوشاں رہتا تھا۔اگر کوئی غریب تھا تو صبر کرتا تھا اور قناعت کی دولت سے مالا مال تھا۔شکوہ شکایت زبان پر نہ لاتا تھا۔غربت کو اللہ کی رضا سمجھ کر راضی رہتا۔اس دور کا اگر کوئی حاکم تھا، تو حکمرانی کی ذمہ داریوں سے آگاہ تھا۔وہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال نہیں کرتا تھا اور اپنے آپ کو رعایا کا خادم تصور کرتا تھا۔اور رعایا کے حقوق سے واقف تھا اور وہ اپنی حکومت کے ذریعے اللہ کی رضا کے حصول کا متمنی تھا۔محکوم بھی قناعت اور صبر کی دولت سے سرفراز تھا۔وہ تقدیر کا شکوہ نہیں کرتا تھا بلکہ مطمئن تھا کہ اس کی ذمہ داریاں کم اور اس کا حساب بھی معمولی ہوگا۔اس میں اقتدار کی ہوس نہ تھی۔منصف انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتا تھا، وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتا تھا، بلکہ اللہ کے احکام کو سامنے رکھ کر انصاف کرتا تھا، اور وہ ناانصافی کا مرتکب نہیں ہوتا تھا۔گواہی دینے والا بھی خوف خدا رکھتا تھا اور سچی گواہی کو اولیت دیتا تھا۔افسر، فوجی اور سپاہی بھی اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دے رہے تھے۔استاد اپنے پیشے کے تقدس اور تقاضوں کو بخوبی سمجھتے تھے۔انہیں معلوم تھا کہ یہ انبیاء کا پیشہ ہے۔خود نبی آخر الزماں نے معلم ہونے پر فخر کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

انما بعثت معلما ترجمہ: "بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"

چناں چہ معلم بھی پیشے کے تقدس کو سمجھتے ہوئے تعلیم و تربیت دے رہے تھے۔شاگرد مؤدب اور اساتذہ کے مقام سے آگاہ تھے، وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور توانائیوں کو حصول علم میں صرف کر رہے تھے۔عبادت کرنے والے عبادت میں مشغول تھے۔ان کی عبادت، ریاکاری اور دکھاوے سے پاک تھی، وہ عبادت اللہ کے قرب اور رضا کے حصول کے لیے کرتے تھے۔متقی و پرہیزگار، پرہیزگاری کے اصولوں سے واقف تھے، انھیں معلوم تھا کہ اللہ کی رضا تقویٰ کے قریب تر ہوتی ہے۔کاروباری اور تاجر حضرات کاروبار کے اصول سے واقف تھے، وہ شریعت کے اصولوں کو سامنے رکھ کر کاروبار کرتے تھے۔میدان جنگ سے کامیاب لوٹنے

والے غازی کے پیش نظر بھی رضائے الٰہی تھی۔ اور میدان جنگ میں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ قتال کرتے ہوئے شہید ہونے والے کے پیش نظر ریا کاری نہ تھی بلکہ اللہ کی رضا تھی۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ انھوں نے جو بھی پیشہ اختیار کیا اللہ کے حکموں کو نہیں توڑا بلکہ اس سے اللہ کی رضا حاصل کی۔

چناں چہ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد توحید کے نور سے بھرپور رہنمائی حاصل کر رہے تھے۔ اور بڑے خلوص اور بے ریائی سے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے رہے تھے۔ ان کے اپنے ذاتی مقاصد نہ تھے۔ ایک دوسرے کے لیے قربانی کا جوش و ولولہ سب میں موجزن تھا اور اعمال پر یقین رکھتے تھے۔ اللہ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کے احکامات کو مشعل راہ بنائے ہوئے تھے اور مخلوق خدا کی راہنمائی اور ہدایت کا جذبہ بھی ان میں موجزن تھا۔ صحابہ کرامؓ کوئی بھی کام کرتے، کوئی بھی پیشہ اختیار کرتے سب سے پہلے یہ دیکھتے تھے کہ اس کام میں اللہ کا کیا حکم ہے اور نبی اکرم ﷺ کا طریقہ کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے درمیان آپ ﷺ خود موجود تھے اور صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے براہ راست تربیت پا رہے تھے۔ آپ ﷺ سب میں اللہ کے فیض کو بلا امتیاز بانٹ رہے تھے۔ اور اپنی زندگی کا نمونہ سب کے سامنے رکھے ہوئے تھے۔

اگرچہ افراد مختلف راستوں پر رواں دواں تھے۔ نسل، رنگ ڈھنگ اور قبیلوں کے لحاظ سے الگ الگ مزاج اور طبیعتوں کے مالک تھے۔ مگر سب اللہ کو ایک مانتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ہی احد اور واحد مانتے تھے۔ سب قرآن پاک کو اللہ کے احکامات تسلیم کرتے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین اور اپنا راہنما اور رہبر مانتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے اشارے پر جان قربان کرنے کے لیے ہمہ تن تیار رہتے تھے۔ اور ایک قبلہ ان کا مرکز تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو ایک امت بنایا اور ایک وحدت کے رشتے میں منسلک کیا تھا۔ اور ان کی آپس میں اتحاد و یگانگت اور بے پناہ محبت تھی۔ رنگ، نسل، راستوں کے مختلف ہونے کے باوجود سب کا مقصد اپنے ہر کام سے دنیا کی اصلاح و درستی، مخلوقِ خدا سے ہمدردی و بھلائی، اللہ کے نام کی سربلندی اور حق اور سچائی کی ترقی تھا۔ اس کے سوا کوئی اور ذاتی اغراض و مقاصد نہ تھے۔ بلکہ اللہ کے احکامات کو پورا کرنا اور نبی اکرم ﷺ کے طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرنا، دنیا اور آخرت میں اللہ کی رضا کا حصول، ان کا نصب العین اور مقصد تھا۔ یہ انقلاب تھا جو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں آپ ﷺ کے فیض سے آیا۔ بقول شاعر:

؎ چمکا ہے تیری ذات سے انساں کا مقدر — تو خاتم کونین کا رخشندہ نگیں ہے